بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

ماہنامہ

اخبار احمدیہ جرمنی

جماعت احمدیہ

جرمنی کا ترجمان

نگران: مبارک احمد تنویر انچارج شعبہ تصنیف　　مدیر: حامد اقبال

جلد نمبر 16 شمارہ نمبر 10 ماہ اخاء 1390 ہجری شمسی بمطابق اکتوبر 2011ء

قرآن کریم

قَالَ عَذَابِیۡۤ اُصِیۡبُ بِہٖ مَنۡ اَشَآءُ ۚ وَرَحۡمَتِیۡ وَسِعَتۡ کُلَّ شَیۡءٍ

(الاعراف:۱۵۷)

ترجمہ۔
اس نے کہا میرا عذاب وہ ہے کہ جس پر میں چاہوں اس کو وارد کردیتا ہوں اور میری رحمت وہ ہے کہ ہر چیز پر حاوی ہے۔

(ترجمة القرآن از حضرت خليفة المسيح الرابع رحمه الله تعالیٰ)

حدیث

یَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ ثَبِّتْ قَلْبِیْ عَلٰی دِیْنِکَ

(ترمذی ابواب الدعوات بحواله حديقة الصالحين صفحه ١٦٠)

ترجمہ:۔
اے دلوں کو پھیرنے والے میرے دل کو اپنے دین پر ثابت قدم رکھ

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

’’دن بہت ہی نازک ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے غضب سے سب کو ڈرنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ کسی کی پرواہ نہیں کرتا، مگر صالح بندوں کی۔ آپس میں محبت اور اخوت کو پیدا کرو اور درندگی اور اختلاف کو چھوڑ دو۔ ہر ایک قسم کے ہزل اور تمسخر سے کنارہ کش ہو جاؤ، کیونکہ تمسخر انسان کے دل کو صداقت سے دور کر کے کہیں کا کہیں پہنچا دیتا ہے۔ آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ عزت کے ساتھ پیش آؤ۔ ہر ایک اپنے آرام پر اپنے بھائی کے آرام کو ترجیح دیوے۔ اللہ تعالیٰ سے ایک سچی صلح پیدا کرلو اور اس کی اطاعت میں واپس آجاو۔ اللہ تعالیٰ کا غضب زمین پر نازل ہو رہا ہے اور اس سے بچنے والے وہی ہیں جو کامل طور پر اپنے سارے گناہوں سے توبہ کر کے اس کے حضور میں آتے ہیں۔

تم یاد رکھو کہ اگر اللہ تعالیٰ کے فرمان میں تم اپنے تئیں لگاؤ گے اور اس کے دین کی حمایت میں ساعی ہو جاوگے۔ تو خدا تمام رکاوٹوں کو دور کر دے گا اور تم کامیاب ہو جاوگے۔ کیا تم نے نہیں دیکھا کہ کسان عمدہ پودوں کی خاطر کھیت میں سے ناکارہ چیزوں کو اکھاڑ کر پھینک دیتا ہے۔ اور کھیت کو خوش نما درختوں اور بارآور پودوں سے آراستہ کرتا اور ان کی حفاظت کرتا ہے۔ اور ہر ایک ضرر اور نقصان سے ان کو بچاتا ہے، مگر وہ پودے اور درخت جو پھل نہ لاویں اور گلنے اور خشک ہونے لگ جاویں، ان کی مالک پرواہ نہیں کرتا کہ کوئی مویشی آکر ان کو کھا جاوے یا کوئی لکڑہارا ان کو کاٹ کر اپنے تنور میں پھینک دیوے۔ سو ایسا ہی تم بھی یاد رکھو۔ اگر تم اللہ تعالیٰ کے حضور میں صادق ٹھہرو گے، تو کسی کی مخالفت تمہیں تکلیف نہ دے گی۔ پر اگر تم اپنی حالتوں کو درست نہ کرو اور اللہ تعالیٰ سے فرمانبرداری کا ایک سچا عہد نہ باندھو، تو پھر اللہ تعالیٰ کو کسی کی بھی پرواہ نہیں۔ ہزاروں بھیڑیں اور بکریاں ہر روز ذبح ہوتیں ہیں۔ پر ان پر کوئی رحم نہیں کرتا اور اگر ایک آدمی مارا جاوے، تو کتنی باز پرس ہوتی ہے۔ سو اگر تم اپنے آپ کو درندوں کی مانند بے کار اور لاپرواہ بناؤ گے، تو تمہارا بھی ایسا ہی حال ہوگا۔ چاہیے کہ تم خدا کے عزیزوں میں شمار ہو جاؤ۔ تا کہ کسی وباء یا کسی آفت کو تم پر ہاتھ ڈالنے کی جرأت نہ ہو سکے، کیونکہ کوئی بات بھی اللہ کی اجازت کے بغیر زمین پر نہیں ہو سکتی۔ ہر ایک آپس کے جھگڑے اور جوش اور عداوت کو درمیان میں سے اٹھا دو کہ اب وہ وقت ہے کہ تم ادنیٰ باتوں سے اعراض کر کے اہم اور عظیم الشان کاموں میں مصروف ہو جاؤ۔ لوگ تمہاری مخالفت کریں گے اور انجمن کے ممبر تم پر ناراض ہوں گے۔ پر تم ان کو نرمی کے ساتھ سمجھاؤ اور جوش کو ہرگز کام میں نہ لاؤ۔ یہ میری وصیت ہے۔ اور اس بات کو وصیت کے طور پر یاد رکھو کہ ہرگز تندی اور سختی سے کام نہ لینا بلکہ نرمی اور آہستگی اور خُلق سے ہر ایک کو سمجھاؤ۔۔۔‘‘

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ۔174)

حضرت خلیفہ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بلند مقام

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ

’’آپ کا سب سے نمایاں وصف قرآن شریف سے محبت تھی قرآن شریف کی تفسیر بیان کرتے ہوئے آپ کے اندر ایک عاشقانہ ولولہ کی سی کیفیت پیدا ہو جاتی تھی آپ نے اوائل زمانہ سے ہی قادیان میں قرآن شریف کا درس دینا شروع کر دیا تھا جسے اپنی خلافت کے زمانہ میں بھی جاری رکھا اور آخر تک جب تک کہ بیماری نے بالکل ہی نڈھال نہیں کر دیا اسے نبھایا۔ طبیعت نہایت سادہ اور بے تکلّف اور انداز بیان بہت دلکش تھا اور گو آپ کی تقریر میں فصیحانہ گرج نہیں ہوتی تھی مگر ہر لفظ اثر میں ڈوبا ہوا نکلتا تھا مناظرہ میں ایسا ملکہ تھا کہ مقابل پر خواہ کتنی ہی قابلیت کا انسان ہو وہ آپ کے برجستہ جواب سے بے دست و پا ہو کر سر دھنتا رہ جاتا تھا چنانچہ ایک دفعہ خود فرماتے تھے کہ فلاں معاند اسلام سے میری گفتگو ہوئی اور اس نے اسلام کے خلاف یہ اعتراض کیا اور بقیہ صفحہ نمبر ۴ کالم ۳

حدیث وتشریح

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پانچ خصوصیات

’’جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ مجھے خدا کی طرف سے پانچ ایسی باتیں عطا کی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی اور نبی کو عطا نہیں ہوئیں اول مجھے ایک مہینے کی مسافت کے اندازے کے مطابق خدا داد رعب عطا کیا گیا ہے دوسرے میرے لئے ساری زمین مسجد اور طہارت کا ذریعہ بنادی گئی ہے تیسرے میرے لئے جنگوں میں حاصل شدہ مال غنیمت جائز قرار دیا گیا ہے حالانکہ مجھ سے پہلے وہ کسی کے لئے جائز نہیں تھا۔ چوتھے مجھے خدا کے حضور شفاعت کا مقام عطا کیا گیا ہے اور پانچویں مجھ سے پہلے ہر نبی صرف اپنی خاص قوم کی طرف مبعوث ہوتا تھا لیکن میں ساری دنیا اور سب قوموں کے لئے مبعوث کیا گیا ہوں‘‘

تشریح: اس حدیث میں ہمارے آقا (فداہ نفسی) کی پانچ ممتاز خصوصیات بیان کی گئی ہیں جن سے آپ کی ارفع شان اور آپ پر خدا تعالیٰ کی غیر معمولی شفقت کا ثبوت ملتا ہے۔

پہلی خصوصیت: آپ کی یہ ہے کہ آپ کو ایک مہینہ کی مسافت کے اندازے کے مطابق خداداد رعب عطا کیا گیا۔ چنانچہ تاریخ اسلام اس بات کی زبردست شہادت پیش کرتی ہے کہ کس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بظاہر کمزوری اور فقر کی حالت کے باوجود ہر دشمن آپ کے خداداد رعب سے کانپتا تھا۔ حتیٰ کہ بسا اوقات ایسا ہوا کہ دشمن نے مدینہ پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا مگر جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کی ایک قلیل جماعت لیکر اس کے مقابلے کے واسطے نکلے تو وہ آپ کی آمد کی خبر سنتے ہی بھاگ گیا۔ پھر جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس زمانہ کے سب سے بڑے بادشاہ قیصر روم کو ایک تبلیغی خط لکھا تو اس نے آپ کے حالات سن کر کہا کہ اگر میں اس نبی کے پاس پہنچ سکوں تو آپ کے پاؤں دھونے میں اپنی سعادت سمجھوں۔

دوسری خصوصیت: آپ کی یہ ہے کہ آپ کیلئے ساری زمین مسجد بنادی گئی جس کے نتیجے میں ایک مسلمان جہاں بھی اسے نماز کا وقت آجائے اپنی نماز ادا کرسکتا ہے اور دوسری قوموں کی طرح اسے کسی خاص جگہ کی ضرورت نہیں ہوتی ہے یہ اس لئے ضروری تھا تا کہ مسلمانوں کے وسیع مجاہدانہ پروگرام میں سہولت پیدا کی جائے اسی طرح آپ کے لئے زمین طہارت کا ذریعہ بھی بنادی گئی جس کا ادنیٰ پہلو یہ ہے کہ اگر پانی نہ ملے تو ایک مسلمان وضو کی جگہ پاک مٹی کے ساتھ تیمّم کر کے نماز ادا کرسکتا ہے اور یہ پانی اور مٹی کا جوڑ حضرت آدم کی خلقت کے پیش نظر رکھا گیا ہے جنہیں قرآنی محاورہ کے مطابق گیلی مٹی سے پیدا کیا گیا تھا۔

تیسری خصوصیت: آپ کی یہ ہے کہ بخلاف سابقہ شریعتوں کے جن میں غنیمت کے مال کو جلا دینے کا حکم تھا۔ آپ کے واسطے جنگوں میں ہاتھ آنے والا مال غنیمت حلال کیا گیا ہے جس میں یہ حکمت ہے کہ ایک تو قوموں کے اموال یونہی ضائع نہ ہوں اور دوسرے ظالم لوگوں کو یہ سبق دیا جائے کہ اگر تم دوسروں پر دست درازی کرو گے تو تمہارے اموال تم سے چھین کر مظلوموں کے ہاتھ میں دے دیئے جائیں گے اور تیسرے یہ کہ اسلامی غزوات میں کمزور مسلمانوں کے لئے مضبوطی کا سامان پیدا کیا جائے۔

چوتھی خصوصیت: آپ کی یہ ہے کہ آپ کو شفاعت کا ارفع مقام عطا کیا گیا ہے۔ شفاعت کے لفظی معنی جوڑ کے ہیں اور اصطلاحی طور پر اس سے مراد عام دعا نہیں ہے بلکہ وہ مخصوص مقام مراد ہے جس میں ایک مقرب انسان اپنے دہرے تعلق کی بنا پر (یعنی ایک طرف خدا کا تعلق اور دوسری طرف بندوں کا تعلق) خدا کے حضور سفارش کرنے کا حق حاصل کرتا ہے اور اس سفارش کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اے خدا! میں ایک طرف تیرے ساتھ اپنے خاص تعلق کا واسطہ دے کر اور دوسری طرف تیری مخلوق کے لئے (یا فلاں مخصوص فرد کیلئے) اپنے قلبی درد کو تیرے سامنے پیش کر کے تجھ سے عرض کرتا ہوں کہ اپنے ان کمزور بندوں پر رحم فرما اور انہیں بخش دے چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک دوسری حدیث میں فرماتے ہیں کہ جب قیامت کے دن لوگوں میں انتہائی گھبراہٹ اور اضطراب کی کیفیت پیدا ہوگی تو اس وقت وہ تمام دوسری طرفوں سے مایوس ہوکر میرے پاس آئیں گے اور پھر میں خدا کے حضور ان کی شفاعت کروں گا اور میری شفاعت قبول کی جائے گی۔

پانچویں خصوصیت: آپ کی یہ ہے کہ جہاں گذشتہ نبی صرف خاص خاص قوموں

بقیہ صفحہ نمبر ۴ کالم ۴

مشعلِ راہ

وہ خاصیتیں جو اخلاق کا مادہ رکھتی ہوں

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اب میں بتاتا ہوں کہ وہ کونسی خاصیتیں ہیں جو اخلاق کا مادہ ہیں۔ یاد رکھنا چاہیے کہ مادہ کی ابتدائی حالت پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جس طرح مادہ میں شش جہات ہیں یعنی اوپر، دائیں بائیں، آگے پیچھے۔ اسی طرح چھ باطنی جہات بھی ہیں اور وہ بھی اپنی نسبت کے لحاظ سے اسی طرح جوڑا جوڑا ہیں جس طرح ظاہری جہات جوڑا جوڑا ہیں۔ یعنی جس طرح ظاہری جہات ایک نسبت کے لحاظ سے مثلاً دائیں ہوتی ہیں تو دوسری نسبت بائیں، ایک نسبت سے آگے ہوتی ہیں اور ایک نسبت سے پیچھے۔ ایک نسبت سے اوپر ہوتی ہیں تو دوسری نسبت سے نیچے اسی طرح باطنی چھ جہات بھی نسبتوں کے لحاظ سے دو دو قسم ہوتی ہیں یعنی ذکوری واناثی، دوسروں پر اپنی تاثیر ڈالنے والی اور دوسروں سے اثر قبول کرنے والی۔ یہ ظاہر بات ہے کہ اس چیز پر کوئی اثر نہیں پڑ سکتا جو اثر نہ قبول کر سکے۔ مثلاً آٹا نرم ہوتا ہے، اس میں مٹھی گُھس جاتی ہے مگر میز میں نہیں گُھس سکتی کیونکہ یہ اس کے اثر کو قبول نہیں کرتی۔ اس سے معلوم ہوا تبھی کوئی کام ہوسکتا ہے جبکہ ایک طرف کام کرنے کی طاقت اور دوسری طرف اثر قبول کرنے کی قابلیت ہو۔ ہر ذرّہ جو پایا جاتا ہے اس میں کھینچنے اور کھینچے جانے کی طاقت ہوتی ہے۔

پہلی باطنی جہت جذب یعنی کھینچنے کی طاقت ہے اور اس کے ساتھ کی میل یعنی جھکنا۔ جب موافق سامان پیدا ہو جائیں گے وہ کھینچنے لگ جائے گا یا دوسری طرف کھنچ جائے گا۔ اسی طرح دوسری جہت دفع کی ہے اس کے ساتھ کی دوسری طاقت اعراض کی۔

تیسری خصوصیت ہر ذرّہ میں اِفناء کی ہے ہر چیز جو اپنا وجود قائم کرتی ہے دوسری اشیاء کو فنا کرتی ہے۔ مثلاً میں اپنا ہاتھ یہاں سے اٹھا کر وہاں رکھوں تو پہلے ہاتھ رکھنے کی جو شکل بنی تھی وہ فنا کر کے دوسری بنائی گئی۔ اسی طرح ذرات جب اثر قبول کر کے نئی شکل اختیار کرتے ہیں تو پہلی پر فنا وارد ہو جاتی ہے۔ اس کے مقابل کی خصوصیت فنا کی ہوتی ہے۔ یعنی ہر ذرّہ میں جہاں دوسرے کو فنا کرنے کی قابلیت ہے وہاں اس میں خود فنا ہونے کی بھی قابلیت ہے۔

چوتھی خصوصیت اِبقاء کی ہے۔ کوئی چیز گراؤ آگے دیوار ہو تو وہ اسے ٹھہرالے گی۔ یہ باقی رکھنے کی طاقت ہے اس کے مقابل کی خصوصیت بقاء ہے یعنی باقی رہنے کی قابلیت۔

پانچویں خصوصیت اظہار کی ہے۔ یعنی بعض چیزوں کو ابھارنا، ظاہر کرنا، ہر ذرّہ دوسرے کو ابھارتا ہے، اسے موٹا اور نمایاں کر دیتا ہے۔ اس کے مقابلہ کی خصوصیت ظہور ہے یعنی ہر ذرہ میں نمایاں ہونے اور ظاہر ہونے کی خصوصیت بھی ہے۔

چھٹی خصوصیت اخفاء ہے۔ یعنی کسی چیز کو مخفی کر دینا۔ مثلاً میرے ہاتھ کے پیچھے کوئی چیز ہو تو وہ اسے چھپا دے گا۔ اس کے مقابلہ میں خفاء یا چھپنے کی طاقت ہے یعنی اپنے وجود کو مخفی کر دینا اور دوسرے کے سایہ میں آجانا۔

یہ طاقتیں جو مادہ کے باریک سے باریک حصہ میں پائی جاتی ہیں اخلاق کی بنیاد ہیں۔ تمام اخلاق کی بنیاد انہی پر ہے۔ اور یہی ترقی کرتے کرتے انسان میں ایک حیرت انگیز صورت میں ظاہر ہو جاتی ہے۔ جوں جوں مادہ مرکب ہوتا جاتا ہے اجزاء ملتے جاتے ہیں اس کے افعال میں زیادتی اور صفائی پیدا ہوتی جاتی ہے۔ جوں جوں مادہ ترقی کرتا ہے یہ خاصیتیں اعلیٰ پیرایہ میں اور مختلف اقسام سے ظاہر ہوتی ہیں۔ اور جس قدر ادنیٰ ہوتا جاتا ہے ان خصوصیات کا ظہور ادنیٰ اور محدود ہوتا جاتا ہے جب تک خالص مادی قوانین کے ماتحت یہ خاصیتیں عمل کرتی ہیں اس وقت تک ہم ان کے ظہوروں کو اچھا اور برا تو کہہ سکتے ہیں مگر اخلاص فاضلہ یا سیئہ نہیں کہہ سکتے۔ جس طرح ہر چیز جو کام نہ دے ہم اسے برا اور جو کام دے اسے اچھا کہنے لگ جاتے ہیں اور اس کے یہی معنے ہوتے ہیں کہ ان چھ خاصیتوں کا ظہور ان سے قانون قدرت کے مطابق پوری طرح ہو رہا ہے یا نہیں ہو رہا۔ دیکھو یہ سوٹی اگر کسی پر جا گرے تو اسے برا محسوس ہوگا مگر یہ نہیں کہے گا کہ یہ سوٹی کی بدخلقی ہے۔ اسی طرح اگر کسی کو کہیں پڑا ہوا ایک پیسہ مل جائے تو وہ کہے گا کہ اچھی بات ہے مگر یہ نہ کہے گا کہ پیسہ کی بڑی مہربانی ہے۔ پس جب تک افعال مادی ظہور کے مطابق ہو ہم انہیں اچھا یا برا تو کہہ سکتے ہیں مگر اخلاق نہیں قرار دے سکتے۔ اچھا یا برا کہنے سے مراد صرف یہ ہوتی ہے کہ ہمارے منشاء کے مطابق وہ کام کر رہے ہیں یا ہمارے منشاء کے خلاف۔

(منہاج الطالبین۔ انوار العلوم جلد ۹ صفحہ ۱۸۰)

قسط دوم

کلیمنٹ لنڈلے ریگ

Clement Lindley Wragge

''ایک احمدی ماہر موسمیات''

مکرم طارق حیات

پہلی ملاقات

''انگلستان کے ماہر ہیئت دان پروفیسر ریگ ان دنوں ہندوستان کی سیاحت کررہے تھے۔مفتی محمد صادق صاحبؓ نے ان سے ملاقات کی اور حضرت اقدسؑ کے دعاوی اور دلائل وغیرہ ان کو سنائے جس پر پروفیسر صاحب نے حضرت اقدسؑ سے ملاقات کا اشتیاق ظاہر کیا۔چنانچہ 12 مئی 1908 کو قبل ظہر ان کو شرف باریابی نصیب ہوا۔پروفیسر صاحب نے دوران ملاقات میں حضور سے کئی سوالات کئے۔مثلاً جب خدا کی مخلوق بے شمار اور غیر محدود ہے تو اس کے فضل کو کیوں صرف اس حصہ زمین یا کسی مذہب وملت میں محدود رکھا جائے؟ گناہ کیا چیز ہے؟ شیطان کسے کہتے ہیں؟ آئندہ زندگی کس طرح سے ہوگی اور وہاں کیا کیا حالات ہونگے؟ مسٹر ریگ کے ساتھ ایک لیڈی بھی تھی جس نے یہ سوال کیا کہ کیا مردوں سے رابطہ قائم کرکے ان کے صحیح حالات دریافت کئے جاسکتے ہیں؟ حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے ان تمام سوالات کے نہایت لطیف، مسکت اور جامع جوابات دیئے جنہیں سن کر مسٹر ریگ از حد متاثر ہوئے۔اور حضور کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا کہ

''مجھے اپنے سوالات کا جواب کافی اور تسلی بخش ملنے سے بہت خوشی ہوئی اور مجھے ہر طرح سے کامل اطمینان ہوگیا اور یہ اطمینان دلانا خدا کے نبی کے سوا کسی میں نہیں۔''

دوسری ملاقات

مسٹر ریگ 18 مئی کو دوبارہ حاضر ہوئے اور اس دفعہ بھی حضورؑ سے کئی سوالات کئے۔مثلاً کیا خدا کی ذات محدود ہے یا ہر جگہ حاضر وناظر ہے۔اس میں کوئی شخصیت یا جذبات پائے جاتے ہیں؟ اس کی کوئی شکل بھی ہے؟ دنیا میں اس نے ادنیٰ اعلیٰ کا تفاوت کیوں رکھ دیا؟ کیا بائبل کے بیان کے مطابق پہلا انسان جیحوں سیحوں میں پیدا ہوا تھا؟ کیا حضور مسئلہ ارتقاء کے قائل ہیں؟ سپر چولزم کی رائے ہے کہ زندگی چاند سے پہنچی ہے کیا یہ صحیح ہے؟ مکھیوں یا ادنیٰ قسم کے جانوروں میں جو زندگی پائی جاتی ہے اس کو کس نام سے تعبیر کیا جائے گا۔وغیرہ ذلک۔

غرضیکہ علوم جدیدہ کے ماہرین کے دلوں میں جن باتوں کی خلش ہوتی ہے وہ مسٹر ریگ نے دل کھول کر حضور کے سامنے رکھیں۔حضورؑ نے ہر سوال کے جواب میں ایسی مختصر مگر جامع روشنی ڈالی کہ وہ وجد میں آکر کہنے لگے میں تو خیال کرتا تھا کہ سائنس اور مذہب میں بڑا تضاد ہے جیسا کہ عام طور پر علماء میں مانا گیا ہے مگر آپ نے تو اس تضاد کو بالکل اٹھا دیا ہے۔حضورؑ نے فرمایا یہی تو ہمارا کام ہے اور یہی تو ہم ثابت کررہے ہیں کہ سائنس اور مذہب میں بالکل اختلاف نہیں بلکہ مذہب بالکل سائنس کے مطابق ہے اور سائنس خواہ کتنا ہی عروج پکڑ جائے مگر قرآن کی تعلیم اور اسلام کے اصولوں کو ہرگز ہرگز نہ جھٹلا سکے گی۔

پروفیسر ریگ کے خیالات میں تبدیلی

اس ملاقات کے بعد پروفیسر ریگ کے خیالات میں بھاری تبدیلی واقع ہوگئی۔چنانچہ پہلے وہ ہمیشہ اپنے لیکچروں میں مسیح کی مصلوب تصویر پیش کر کے کہا کرتے تھے کہ یہ مسیح کی تصویر ہے جس نے تمام دنیا کے گناہوں کا کفارہ ہوکر اپنی کامل محبت اور رحم کا ثبوت دیا مگر اب وہ صرف یہ الفاظ کہتے کہ یہ تصویر صرف عیسائیوں کے واسطے موجب خوشی ہوسکتی ہے سچی تعریف اور ستائش کے لائق وہی سب سے بڑا خدا ہے۔

پروفیسر صاحب بعد میں احمدی ہوگئے تھے اور مرتے دم تک اسلام پر قائم رہے اور ان کے خطوط حضرت مفتی محمد صادق صاحب کے پاس آتے رہے۔''

(تاریخ احمدیت جلد دوم صفحہ:529.528)

پروفیسر ریگ صاحب کے مشہور سوالات یہ تھے:۔

(1) دنیا کب سے ہے؟ (2) گناہ کی حقیقت کیا ہے؟ (3) گناہ کا وجود ہی کیوں ہے؟ (4) کیا موت کے بعد انسان کو زندگی ملے گی؟ (5) کیا روحوں سے ملاقات ہوسکتی ہے؟ (6) خدا تعالیٰ کی ذات اور اس کی صفات کے بارہ میں آپ کا کیا خیال ہے؟ (7) اعلیٰ طبقہ کا جانور ادنیٰ کو کیوں کھاتا ہے؟ (8) انسان کب سے ہے؟ (9) ڈارون کی تھیوری کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے؟ (10) کیا اجرام سماوی اپنے اندر کوئی تاثیر رکھتے ہیں؟ (11) روحوں کی کتنی اقسام ہیں؟ (12) کفارہ کے عقیدہ کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے؟ (13) کیا خدا محبّ ہے؟ وغیرہ

حضرت مفتی صادق صاحب نے اپنے ذاتی خطوط کے حوالہ سے پروفیسر ریگ صاحب کے اسلام اور احمدیت کا ذکر فرمایا ہے۔نیز معروف معلوماتی ویب سائٹ Wikipedia.org پر پروفیسر ریگ صاحب کے تعارف میں ان کے احمدی ہونے کا بھی تذکرہ موجود ہے۔

پروفیسر ریگ کے احمدی ہونے کے بارہ میں حضرت مفتی محمد صادق صاحب کی گواہی ''ذکر حبیب'' کے صفحہ:422 پر ان الفاظ میں درج ہے:

''اس (دوسری ملاقات) کے بعد اس نے مع اپنی میم کے کھڑے ہوکر شکریہ ادا کیا اور اس امر کا اظہار کیا کہ مجھے اپنے سوالات کا جواب کافی اور تسلی بخش ملنے سے بہت خوشی ہوئی۔اور مجھے ہر طرح سے کامل اطمینان ہوگیا **(نوٹ: پروفیسر بعد میں احمدی مسلمان ہوگیا تھا اور مرتے دم تک اس عقیدہ پر قائم رہا اور اس کے خطوط میرے پاس آتے رہے۔محمد صادق)**

حضرت مفتی محمد صادق صاحب کی کتاب ''ذکر حبیب'' سے 1908ء میں ہونے والی ان ملاقاتوں کی کچھ اور تفصیل بھی ملتی ہے۔مفتی صاحب بعنوان ''ایک انگریز کا حضرت مسیح موعود کیساتھ مکالمہ'' تحریر کرتے ہیں کہ

''پروفیسر کلیمنٹ ریگ ایک مشہور سیاح، ہیئت دان اور لیکچرار ہے.................اس کا اصلی وطن انگلستان میں ہے۔آسٹریلیا میں بہت مدت تک وہ گورنمنٹ کا ملازم افسر صیغہ علم ہیئت رہا۔سائنس کے ساتھ پروفیسر مذکور کو خاص دلچسپی ہے اور چند کتابیں تصنیف کی ہیں۔جبکہ حضرت علیہ السلام لاہور تشریف لائے تو پروفیسر اس وقت یہیں تھا اور اس نے علم ہیئت پر ایک لیکچر ریلوے اسٹیشن کے قریب دیا تھا۔اور ساتھ ایک لینٹرن کی روشنی سے اجرام فلکی کی تصویریں دکھائی تھیں۔یہ لیکچر میں نے بھی سنا تھا دوران لیکچر میں پروفیسر کی گفتگو سے مجھے معلوم ہوا کہ یہ شخص اندھا دھند عیسائیت کی پیروی کرنے والا نہیں بلکہ غیر متعصب اور انصاف پسند ہے اس واسطے میں اس سے ملا اور میں نے اسے کہا۔کہ پروفیسر تم دنیا میں گھومے۔کیا تم نے کبھی کوئی خدا کا نبی بھی دیکھا؟ اور حضرت اقدس علیہ السلام کے دعویٰ مسیحیت اور مہدویت اور اس کے دلائل سے اس کو خبر کی ان باتوں کو سن کر وہ بہت خوش ہوا اور کہا کہ میں ساری دنیا کے گرد گھوما ہوں مگر خدا کا نبی کوئی نہیں دیکھا اور میں تو ایسے ہی آدمی کی تلاش میں ہوں اور حضرت علیہ السلام کی ملاقات کا از حد شوق ظاہر کیا میں (مفتی محمد صادق) نے مکان پر آکر حضرت صاحب علیہ السلام سے اس کا ذکر کیا۔حضرت صاحبؑ ہنسے اور فرمایا کہ مفتی صاحب تو انگریزوں کو ہی شکار کرتے رہتے ہیں اور اجازت دی کہ وہ آکر ملاقات کریں چنانچہ وہ اس کی بیوی دو دفعہ

Vol. 16 Monthly **Akhbar-e-Ahmadiyya** Germany Issue 10
,Ahmadiyya Muslim Jamaat,National Shoba Tasneef, , Genfer Str.11, 60437 Frankfurt/M, Tel:069-50688652,Email:akhbar.ahmadiyya@hotmail.com

حضرت علیہ السلام کی ملاقات کے واسطے احمدیہ بلڈنگ میں آئے اور علمی سوالات کئے..................''

(ذکرِ حبیب از مفتی محمد صادق صاحب ۔صفحہ:408)

نیز لکھا کہ ''عاجز راقم کے ولایت جانے سے قبل جو اصحاب عاجز کے ذریعہ سے داخل اسلام ہوئے۔ان میں ایک صاحب پروفیسر ریگ بھی تھے جنکو میں نے لاہور میں تبلیغ کی تھی۔اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں انہیں پیش کیا تھا۔یہ صاحب بعد میں نیوزی لینڈ چلے گئے تھے اور وہیں انہوں نے وفات پائی۔ان کے متعلق ایک ڈائری میں اڈیٹر صاحب الحکم نے مفصلہ ذیل مضمون لکھا تھا جو اخبار الحکم مورخہ 6جون 1908ءصفحہ 5 جلد 12 نمبر 37 سے نقل کیا جاتا ہے:۔

مسٹر ریگ جس کے نام نامی سے الحکم کے ناظرین کو میں قبل ازیں بذریعہ دو مضامین بطور وسوال جواب انٹرڈیوس کراچکا ہوں۔ان (پروفیسر ریگ صاحب) کے متعلق حضرت اقدسؑ نے فرمایا:۔کہ

''دیکھو وہ ہمارے پاس آیا تو آخر کچھ نہ کچھ تو تبادلہ خیالات کر ہی گیا''۔

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 683 ''پانچ جلدوں والا ایڈیشن'')

اس پر حضرت مفتی محمد صادق صاحب جنکو تبلیغ سلسلہ احمدیہ کی ایک قسم کی لو اور دھت لگی ہوئی ہے۔اور بہت کم ایسے مقام ولایت میں ہوں گے جہاں کے محقق انگریزوں اور اخبارات کے اڈیٹران وغیرہ کی اطلاع پا کر انہوں نے ان معاملات میں خط وکتابت نہ کی ہو۔اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعاوی کی تبلیغ ان کو نہ کی ہو۔

امریکہ میں ڈوئی کی حسرت ناک تباہی اور لنڈن کے پگٹ کی مایوسانہ نامرادی بھی حضرت مفتی صاحب ممدوح ہی کی کوششوں کا نتیجہ ہیں۔انہوں نے جس طرح ڈوئی اور پگٹ کا بیڑا غرق کر دیا۔اسی طرح کئی سعید روحوں کے واسطے باعث ہدایت بھی آپ ہوئے۔اور آپ ہی کی سچی مخلصانہ کوششوں اور جوش تبلیغ حق کا یہ نتیجہ ہوا کہ یورپ اور امریکہ کے بعض انگریزوں اور لیڈیوں نے حضرت اقدسؑ کی صداقت کو مان لیا۔اور اپنے خیالات فاسدہ سے توبہ کی۔غرض مفتی صاحب موصوف کسی تعریف کے محتاج نہیں۔ساری احمدی دنیا ان کے نام نامی سے واقف اور ان کے اخلاص اور صدق ووفا سے آگاہ ہے۔یہ شخص جو پروفیسر ریگ کے نام نامی سے مشہور ہے۔یہ بھی آپ ہی کی سعی اور جوش کا نتیجہ ہے۔آپ نے آج کے تذکرہ پر حضرت اقدسؑ کی خدمت میں عرض کی کہ حضورؑ اس کے خیالات میں حضور علیہ السلام کی ملاقات کے بعد عظیم الشان انقلاب پیدا ہو گیا ہے۔چنانچہ:۔

پہلے وہ ہمیشہ جب اپنے لیکچروں میں اجرام سماوی وغیرہ کی تصاویر دکھاتا اور کبھی مسیح کی مصلوب تصویر پیش کیا کرتا تھا۔تو یہ کہا کرتا تھا کہ یہ مسیح کی تصویر ہے۔جس نے دنیا پر رحم کر کے تمام دنیا کے گناہوں کے بدلے میں ایک اپنی اکلوتی جان خدا کے حضور پیش کی اور تمام دنیا کے گناہوں کا کفارہ ہو کر دنیا پر اپنی کامل محبت اور رحم کا ثبوت دیا۔مگر اب جبکہ اس نے حضور علیہ السلام سے ملاقات کی اور لیکچر دیا تو مسیح کی مصلوب تصویر دکھاتے ہوئے صرف یہ الفاظ کہے کہ یہ تصویر صرف عیسائیوں کے واسطے موجب خوشی ہو سکتی ہے۔سچی تعریف اور ستائش کے لائق وہی سب سے بڑا خدا ہے۔اپنے لیکچر میں بیان کیا کرتا تھا کہ نسل انسانی آہستہ آہستہ ترقی کر کے ادنیٰ حالت سے بندر اور پھر بندر سے ترقی پا کر انسان بنا۔مگر اس دفعہ کے لیکچر میں اس نے صاف اقرار کیا کہ یہ ڈارون کا قول ہے اگرچہ اس قابل نہیں کہ اس سے اتفاق کیا جاوے۔بلکہ انسان اپنی حالت میں خود ہی ترقی کرتا ہے غرض یہ کہ اس پر بہت بڑا اثر ہوا ہے اور وہ حضورؑ کی ملاقات کے بعد ایک نئے خیالات کا انسان بن گیا ہے۔اور ان خیالات کو جرأت سے بیان کرتا ہے۔''

(ذکر حبیب از مفتی محمد صادق صاحب صفحہ:406 تا 408)

مورخہ 12 مئی 1908 کو بعد نماز ظہر پہلی ملاقات کے آخر پر پروفیسر ریگ کے ساتھ تشریف لائی ہوئی لیڈی نے سوال کیا کہ ''کیا یہ ممکن ہے کہ جو لوگ اس دنیا سے گزر گئے ہیں اور مر چکے ہیں ان سے باتیں ہو سکیں یا کوئی تعلق یا واسطہ ہو سکے اور ان کے صحیح حالات معلوم کر سکیں؟''

حضور علیہ السلام نے جواب دیا اور آخر پر فرمایا کہ ''انسانی قلب بڑے بڑے عجائبات کا مرکز ہے مگر جس طرح صاف اور عمدہ پانی حاصل کرنے کے واسطے سخت سے سخت محنت اٹھا کر زمین کھودی جاتی ہے، مٹی نکالی جاتی ہے اور پھر صفائی کی جاتی ہے اسی طرح دل کے عجائباتِ قدرت سے اطلاع پانے کے واسطے بھی سخت محنت اور مجاہدات کی ضرورت ہے اصل بات یہی ہے کہ اصلیت اس امر کی ضرور مانی جاتی ہے جس کے ہم خود گواہ ہیں اور صاحب تجربہ''

یہ تسلی بخش جواب سن کر عرض کیا گیا کہ ''مجھے اس قسم کی ایک کمیٹی کی طرف سے بعض کاغذات آئے تھے اور میری خاص غرض آپ کے پاس حاضر ہونے کی یہی تھی کہ ان کے متعلق آپ سے دریافت کروں اور آپ کی ہدایات سنوں۔کیا آپ مجھے اپنا کچھ وقت عزیز دے سکتے ہیں؟''

حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ

''ان دنوں میں ہماری طبیعت بیمار ہے ۔ہم زیادہ محنت برداشت نہیں کر سکتے۔البتہ صحت کی حالت ہو تو ممکن ہے۔فقط''

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ:626 ''پانچ جلدوں والا ایڈیشن'')

دوسری ملاقات کی تفصیل میں مفتی صاحب تحریر فرماتے ہیں:

پہلی ملاقات سے پروفیسر کی اس قدر تشفی ہوئی اور اس کے سوالات پر جو جوابات حضرتؑ نے دیئے۔ان سے وہ اس قدر خوش ہوا کہ اس نے بہت الحاح کے ساتھ درخواست کی کہ اسے ایک دفعہ پھر حضرتؑ کی ملاقات کا موقع دیا جائے۔چنانچہ حضرت علیہ السلام کے حکم سے اس کو اجازت دی گئی کہ پیر کے دن تین بجے وہ آئے ۔ٹھیک وقت پر پروفیسر صاحب اور ان کی بیوی حضرتؑ کی ملاقات کے واسطے آئے ان کے ساتھ ان کا چھوٹا لڑکا بھی تھا..................''

(ذکر حبیب از مفتی محمد صادق صاحب صفحہ:416)

باقی آئندہ انشاءاللہ

بقیہ صفحہ نمبر ا کالم ۴ میں نے سامنے سے یہ جواب دیا۔اس پر وہ تلملا کر کہنے لگا کہ میری تسلی نہیں ہوئی گو آپ نے میرا منہ بند کر دیا ہے۔فرمانے لگے میں نے کہا تسلی دینا خدا کا کام ہے۔میرا کام چپ کرا دینا ہے تا کہ تمہیں بتا دوں کہ اسلام کے خلاف تمہارا کوئی اعتراض چل نہیں سکتا''

(سلسلہ احمدیہ جلد اول صفحہ ۳۱۷۔

مرسلہ: مبارکہ شاہین)

بقیہ صفحہ نمبر ۲ کالم ۲ کی طرف اور خاص خاص زمانوں کیلئے آئے تھے وہاں آپ ساری قوموں اور سارے زمانوں کے واسطے مبعوث کئے گئے ہیں۔یہ ایک بڑی خصوصیت اور بہت بڑا امتیاز ہے جس کے نتیجہ میں آپ کا خداداد مشن ہر قوم اور ہر ملک اور ہر زمانہ کے لئے وسیع ہو گیا اور آپ خدا کے کامل اور مکمل مظہر قرار دیئے گئے ہیں یعنی جس طرح ساری دنیا کا خدا ایک ہے اسی طرح آپ کی بعثت سے ساری دنیا کا نبی بھی ایک ہو گا۔اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ بَارِکْ وَسَلِّمْ۔

(چوالیس جواہر پارے صفحہ ۱۹ تا ۲۱)